

زوجہ ثالثہ یعنی مہمدی بیگم سے متعلقہ پیشگوئی کی حقیقت

خدائے کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ۔۔۔

”خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلانے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا

اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔“

(تذکرہ صفحہ۔ ۱۱۲۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۰۲)

قارئین کرام:- پیشگوئی محمدی بیگم کے حوالہ سے جماعت احمدیہ قادیان ثم محمود کا یہ موقف ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی تھی اور مخالفین کی یہ ضد کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تھی۔ پیشگوئی محمدی بیگم کے حوالہ سے مذکورہ بالا دونوں فریقوں کی یہ بحث دراصل ”پانی میں مندرہانی مارنے“ والی بحث ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں ایک اُجڑے ہوئے اور ڈراؤنے گھر سے مراد قطعاً محمدی بیگم کے والدین کا گھر مراد نہیں تھا۔ اور نہ ہی زوجہ ثالثہ سے مراد حضرت مرزا غلام احمدؑ کا کسی عورت (محمدی بیگم) سے نکاح مراد تھا؟ اسکی تفصیل درج ذیل ہے۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں فرماتے ہیں:-

”پھر خدائے کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اسکے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہونگے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیری جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لا دلدرہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ تو بہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ اُنکے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور اُنکی دیواروں پر غضب نازل ہوگا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کیساتھ رجوع کرے گا۔ **خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلانے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا (حاشیہ)۔** تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کیساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔“ (تذکرہ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۰۲)

پیشگوئی مصلح موعود کے اشتہار میں **ایک اُجڑے ہوئے گھر** کی تشریح کے سلسلہ میں ملہم نے حاشیہ میں یوں فرمایا تھا۔۔۔

(حاشیہ) ”یہ ایک پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں شائع ہو چکی۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے۔ کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام ہے۔ اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا۔ اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا۔ اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔ **سو اس جگہ اُجڑے ہوئے گھر سے وہ اُجڑا ہوا گھر مراد ہے۔** ۱۲ منہ“ (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۰۲ حاشیہ)

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے معاً بعد حضورؐ نے ایک کشف دیکھا تھا۔ مورخہ ۸ جون ۱۸۸۶ء کو ایک خط میں اس کشف کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ حضرت مولوی نور الدین صاحب سے فرماتے ہیں:-

”شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقین، کامل الظاہر و الباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جنابِ الہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحبِ اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔۔۔“ (تذکرہ صفحات ۱۱۲-۱۱۳)

حضور علیہ السلام کے اس خط سے درج ذیل تین باتیں قطعی طور پر ثابت ہوتی ہیں۔

(اولاً) آپؐ کا یہ خیال تھا یا آپؐ کو یہ امید لگی ہوئی تھی کہ خواب میں سبز رنگ کا بڑا پھل **مصلح موعود** (زکی غلام) آپکا جسمانی بیٹا ہوگا۔

(ثانیاً) وہ جسمانی بیٹا حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؑ کے بطن میں سے نہیں ہوگا۔

(ثالثاً) یہ کہ عنقریب حضورؐ کو ایک اور نکاح کرنا پڑے گا اور وہ زکی غلام یعنی **مصلح موعود** یا **پسر موعود** نصرت جہاں بیگمؑ کی بجائے کسی پارسا طبع اور نیک سیرت **تیسری اہلیہ** میں سے پیدا ہوگا۔

حضورؐ کے ایک اور خط (جو کہ آپؐ نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کو ۲۰ جون ۱۸۸۶ء کو لکھا تھا) سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تیسرا نکاح تقدیر مبرم تھا۔ جیسا کہ آپؐ حضرت مولوی صاحبؑ کو لکھتے ہیں:-

”عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز نے جو آپکی طرف لکھا تھا وہ صرف دوستانہ طور پر بعض اسرارِ الہیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا تھا کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو انکی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امورِ غیبیہ بتلا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کیلئے اشارہ غیبی ہوا ہے تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے اور حکمِ الہی سے گریز کی جگہ نہیں۔ مگر بالطبع طبیعت کارہ (یعنی ناپسند کرتی) ہے۔ اور ہر چند اول اول یہ چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے۔ لیکن متواتر الہامات و کشف اس

بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ **تقدیر مبرم** ہے۔“ (از مکتوب بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؑ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۶۵، ۶۶)

امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ نے مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء میں ایک اشتہار بنام میر عباس علی لدھیانوی کے نام شائع کیا۔ اس اشتہار کے آخر پر اسی عقد نکاح کے سلسلہ میں حضورؐ ایک الہام پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۷ء (دراصل جولائی ۱۸۸۸ء ہے اور ۱۸۸۷ء سہو کا تب ہے) کی پیشگوئی کا انتظار کریں جس کیساتھ یہ بھی الہام ہے وَيَسْأَلُونَكَ أَحَقُّ هُوَ قَوْلُ أَيْ وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ زَوْجِنَا كَهَا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِي وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ۔ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔ کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے۔ اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۰۱)

اسی عقد نکاح کے سلسلہ میں حضرت احمد حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔۔۔ ”یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کیلئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط یہ بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ آيَتُهَا الْمَرْءُ فَتُؤْبَى تُوْبَى فَإِنَّ الْبَلَاءَ عَلَى عَقِبِكَ۔ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔“ (تمتہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۷۰)

قارئین کرام کو واضح رہے کہ مخالفین تو آج تک حضرت مرزا صاحب پر آپ کی اس پیشگوئی کے نعوز باللہ جھوٹے ہونے کا الزام لگاتے پھر رہے ہیں لیکن ہم احمدی یقین رکھتے ہیں کہ جس طرح ملہم نے فرمایا تھا۔ وہ بالکل حق اور سچ تھا۔ لیکن ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں جس اُجڑے ہوئے گھر کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو ۱۹۸۹ء میں اس اُجڑے ہوئے گھر کی حقیقت سے آگاہ فرمایا تھا۔ اس حوالہ سے خاکسار قارئین کو بتانا چاہتا ہے کہ ملہم یعنی حضرت احمد نے تو اس اُجڑے ہوئے گھر سے محمدی بیگم کے والدین کا گھر مراد لیا تھا لیکن حضور کا یہ اجتہادی خیال درست نہیں تھا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور کے خیال کے مطابق محمدی بیگم سے آپ کا عقد ہی نہیں ہوا تھا اور اس طرح وہ موعود نشان رحمت یا زکی غلام (جس کے متعلق ملہم کا خیال تھا کہ وہ آپ کی تیسری اہلیہ کے بطن سے پیدا ہوگا) بصورت جسمانی لڑکا آپ کے گھر میں بھی پیدا نہیں ہوا تھا اور زکی غلام کے بارے میں ۱۸۸۱ء سے لے کر ۷، ۶ نومبر ۱۹۰۷ء تک نازل ہونیوالی الہامی بشارتیں اس حقیقت کا قطعی ثبوت ہیں۔

زوجہ ثالثہ یا پیشگوئی محمدی بیگم کی حقیقت۔۔۔ قارئین کرام اور اے میرے احمدی بھائیو!! اب میں زوجہ ثالثہ یا پیشگوئی محمدی بیگم کی حقیقت کے متعلق چند اہم امور کی طرف آپ سب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ حضرت امام مہدی مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ مجھے ایک کشف میں چار پھل دیئے گئے تھے۔ ان میں سے تین تو آم تھے لیکن ایک بڑا سبز رنگ کا پھل تھا جو اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ تین آم کے پھل تو زمینی پھل تھے جبکہ سبز رنگ کا بڑا آسمانی پھل تھا۔ حضور نے مزید فرمایا کہ اس آسمانی پھل سے مراد وہی مبارک لڑکا (پسر موعود) تھا جو کہ آپ کے بقول کسی تیسرے نکاح سے پیدا ہونا تھا۔ لیکن بعد ازاں بہت کوششوں کے باوجود بھی یہ تیسرا نکاح وقوع پذیر نہ ہو سکا۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟؟؟ اسکی وجہ سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ زوجہ ثالثہ سے مراد کوئی جسمانی عورت نہیں تھی جس سے نکاح ہونا مقدر تھا بلکہ وہ دراصل ایک جماعت کا روحانی تمثیل تھا جو کہ آپ کو کشفی نظارہ میں بصورت عورت دکھایا گیا تھا۔

علمِ تعبیرِ رویا کے مطابق کسی خواب یا کشف میں کسی دینی مقتدا کا کسی پارسا عورت کو اپنی زوجیت میں دیکھنا یہ تعبیر بھی رکھتا ہے کہ اُسے ایک نیک اور پاک سیرت جماعت عطا ہوگی۔ یہ یاد رہے کہ ایک روحانی جماعت یا اُمت بھی اپنے روحانی مقتدا اور پیشوا سے اسی طرح اثر پذیر ہوتی اور روحانی طور پر حاملہ ہوتی ہے جیسے کوئی زوجہ اپنے شوہر سے۔ اس ضمن میں حضورِ ملفوظات میں ارشاد فرماتے ہیں:-

”اصل میں ہمارے خیال میں بات یہ ہے کہ اُمت کی مثال عورت سے بھی دی جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف سے بھی اس کی نظیر ملتی ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَاتٍ فِزْ عَوْنٍ (التحریم: ۱۲) الخ یہ ایک نہایت ہی باریک رنگ کا لطیف استعارہ ہوتا ہے۔ اُمت میں جو ہر صلاحیت ہوتا ہے اور نبی اور اُمت کے سچے تعلق سے وہ نتائج پیدا ہوتے ہیں جن سے خدائی فیضان اور رحم کا جذب ہوتا ہے۔“ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۶)

بہر حال عالم کشف یا رویا میں جماعت اور اُمت کا عورت کی شکل میں نظر آنا بلکہ عورت کی طرح اُسے مخاطب کرنا الہی کتب میں ایک عام محاورہ ہے۔ مثلاً بائبل میں ایک نبی ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحی بطور پیشگوئی یوں بیان فرماتے ہیں:-

”اے بانجھ تو جو بے اولاد تھی نغمہ سرائی کر! تو جس نے ولادت کا درد برداشت نہیں کیا خوشی سے گا اور زور سے چلا کیونکہ خُداوند فرماتا ہے کہ بے کس چھوڑی ہوئی کی اولاد شوہر والی سے زیادہ ہے“ (یسعیاہ: باب نمبر ۵۴ آیت نمبر ۱)

اب ان الفاظ میں یسعیاہ نبی نے اسرائیلی قوم کو شوہر والی کہہ کر پکارا ہے اور بانجھ اور بیکس اسماعیلی قوم کو کہا ہے۔ اسی طرح بائبل میں کثرت کیساتھ قوم اور جماعت کو عورت کہہ کر پکارا گیا ہے۔ الغرض الہام اور رویا میں کسی جماعت یا قوم کا عورت کی شکل میں متمثل ہو کر نظر آنا ایک عام محاورہ ہے جو تمام اہل علم کے نزدیک مستلم ہے۔ لہذا حضرت مرزا صاحبؒ کو جو یہ دکھایا گیا یا الہام کیا گیا تھا کہ کوئی پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ آپ کو عطا ہوگی اور وہ فرزند موعود اُس سے تولد ہوگا۔ تو اس اہلیہ سے نہ کوئی جسمانی عورت مراد تھی اور نہ اس فرزند سے کوئی جسمانی لڑکا مراد تھا۔ اس سے یہی مراد تھا کہ آپ کو ایک پارسا طبع اور نیک سیرت جماعت عطا ہوگی اور وہ فرزند موعود یعنی زکی غلام نے اُس جماعت میں سے نزول فرمانا تھا۔ اور اُس فرزند موعود کی آپ سے نسبت خالصتاً روحانی ہونی تھی۔ اسی لیے کشف میں اُس فرزند موعود کو زینی پھلوں کی بجائے آسمانی پھل سے تشبیہ دی گئی تھی۔ اور اے احمدی اور غیر احمدی بھائیو!! یہی زوجہ ثالثہ یا پیشگوئی محمدی بیگم کی حقیقت ہے۔

قارئین کرام۔ یہ سچ ہے کہ جب یہ نکاح ثالثہ کوششوں کے باوجود معرض وجود میں نہ آیا تو آپ اپنے پرانے قیاس کی طرف لوٹ گئے کہ شاید وہ فرزند موعود موجود بیگم نصرت جہاں کے بطن سے ہی پیدا ہو۔ لیکن بعد ازاں واقعات نے حضور کے اس قیاس کی بھی تردید فرمادی۔ وہ اس طرح کہ حضور کی زینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی اس مصلح موعود (موعود کی غلام) کی بشارت پر مشتمل کلامِ الہی آپ پر آپ کی وفات تک نازل ہوتا رہا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ موعود کی غلام آپ کی کسی زوجہ کے ہاں تولد نہ ہوا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ وہ پسر موعود فرزند موعود ولد بند گرامی ارجمند آپ کا روحانی بیٹا تھا جس نے آئندہ آپ کی ذریت یعنی جماعت میں سے آپ کی دعا کے نتیجے میں پیدا ہونا تھا۔

ایک اجڑے ہوئے اور ڈراؤنے گھر کی حقیقت۔۔۔ اب میں اُس اجڑے ہوئے اور ڈراؤنے گھر کی حقیقت کی طرف آتا ہوں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ سے فرمایا تھا کہ ”خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلائے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔“

واضح رہے کہ یہ الہامی پیشگوئی بھی بالکل درست تھی اور یقیناً ایک اجڑے ہوئے اور ایک ڈراؤنے گھر نے حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا سے آباد بھی ہونا تھا اور آپ کی برکتوں سے بھرنا بھی تھا۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ ملہم کا خیال تھا کہ اس اجڑے ہوئے گھر سے محمدی بیگم کے والدین کا گھر مراد تھا۔ لیکن حضورؑ کا یہ خیال نہ ہی درست تھا اور نہ ہی عملاً یہ خیال درست ثابت ہوا جس کی تفصیل خاکسار پیشگوئی محمدی بیگم کے حوالہ سے پہلے ہی بیان کر چکا ہے۔ اس اجڑے ہوئے اور ڈراؤنے گھر کی حقیقت مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۱۹۸۹ء میں بتائی گئی تھی اور اس خبر اور انکشاف کے مطابق یہ اجڑا ہوا اور ڈراؤنا گھر خاکسار کے آباؤ اجداد کا ہی گھر تھا۔ اسکی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔۔۔

قارئین کرام کو واضح رہے کہ میرے دادا جان کا نام چوہدری مہتاب احمد تھا۔ آپ کے دو چھوٹے بھائی تھے۔ منگلے کا نام چوہدری مصاحب احمد تھا اور تیسرے چھوٹے بھائی کا نام چوہدری شیر محمد تھا۔ چوہدری شیر محمد سیلانی طبیعت کا مالک تھا۔ گاؤں میں دو ہفتے اور پھر چھ چھ ماہ باہر دوسرے شہروں میں رہتا تھا۔ کبھی لدھیانہ، کبھی لاہور، کبھی سرگودھا وغیرہ۔ اسی وجہ سے آپ کی زندگی میں شادی نہ ہوئی۔ منگلے بھائی چوہدری مصاحب احمد کی شادی ہوئی تھی لیکن نبھاہ نہ ہو سکا اور اس طرح وہ بھی لا ولد ہی رہا۔

میرے دادا جان کی شادی ہوئی تھی۔ میری دادی جان کا نام فاطمہ تھا۔ لیکن میرے دادا جان کے ہاں بچے پیدا ہو کر یا تو فوت ہو جاتے تھے اور یا پھر پیدا ہی مردہ ہوتے تھے۔ تبھی چک لوہٹ کے لوگ میرے دادا جان کے گھر کے متعلق کہا کرتے تھے کہ اس گھر میں تو روز مردے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اولاد کے بغیر ہی میری دادی جان اُس عمر کو پہنچ گئی کہ جس عمر میں آپ کے دانت بھی منہ سے گر گئے تھے۔ میرے دادا جان کا کافی صاحب جائیداد تھے۔ آپ کی کافی زمین تھی۔ یعنی گاؤں کے ارد گرد ہمارا ہی رقبہ تھا۔ میری والدہ صاحبہ نے مجھے بتایا تھا کہ ایک تو میرے تینوں دادوں کی موروثی زمین تھی۔ کچھ انہوں نے خریدی تھی اور کچھ گاؤں کے بعض لوگوں نے میرے دادا جان کے پاس بطور گروی رکھی ہوئی تھی۔ میرے دادا جان کوئی رئیس نہیں تھے بلکہ اپنی زمین پر محنت مزدوری کرنے والے عام زمیندار تھے۔

دادی جان کا خر بوزہ کھانا ترک کرنا۔۔۔ ایک دفعہ میری دادی جان اپنے کھیتوں میں گاس کاٹ رہی تھی اور ساتھ ہی اولاد نہ ہونے کے غم میں رو بھی رہی تھی۔ اتفاقاً پاس سے کوئی فقیر یا کوئی بزرگ گزر رہا تھا۔ جب اُس نے میری دادی جان کو روتے سنا تو وہ میری دادی جان کے قریب آ کر کہنے لگا کہ بہن تو کیوں رو رہی ہے؟ میری دادی جان نے اُس فقیر کو ٹالنا چاہا کہ بھائی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ویسے ہی مجھے رونا آ گیا تھا۔ لیکن وہ بزرگ اصرار کرنے لگا کہ بہن جس طرح تو رو رہی ہے۔ یہ عام رونا نہیں ہے۔ ضرور تجھے کوئی تکلیف لاحق ہے۔ آپ اپنی تکلیف مجھے بتائیں۔ ہو سکتا ہے میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں۔ بزرگ کے اصرار پر میری دادی جان نے اُس کو بتایا کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سب کچھ ہے۔ زمین ہے، روپیہ پیسہ ہے۔ مال مویشی ہیں۔ لیکن ہمارا کوئی بچہ نہیں ہے۔ میرے ہاں بچے پیدا

ہوئے ہیں۔ وہ سب یا تو پیدا ہونے کے بعد ہی فوت ہو گئے اور یا پھر مردہ ہی پیدا ہوئے تھے۔ میں اس لیے رورہی تھی کہ یہ سب جاندار جو ہمارے پاس ہے۔ یہ کس کام کی ہے؟ جب ہمارا کوئی وارث ہی نہیں ہے۔

اُس بزرگ نے میری دادی جان سے کہا! بہن اللہ تعالیٰ آپ کو اولاد سے نوازے گا اور وہ زندہ بھی رہے گی۔ لیکن تمہیں ایک کام کرنا ہوگا؟ میری دادی نے پوچھا وہ کام کیا ہے؟؟ اُس بزرگ نے کہا کہ بہن تو مجھے بتا کہ تجھے دنیا میں کونسے دو پھل پسند ہیں؟ میری دادی نے جواب دیا کہ مجھے آم اور خر بوزہ بہت پسند ہیں۔ اُس بزرگ نے کہا کہ تو ان دونوں پھلوں میں سے ایک پھل اسی وقت کھانا چھوڑ دے۔ میری دادی نے کہا کہ میں خر بوزہ کبھی نہیں کھاؤں گی۔ اسکے بعد وہ بزرگ دعا دے کر چلا گیا۔ بعد ازاں میری دادی جان کے ہاں پہلے ۱۹۰۵ء میں میرے والد چوہدری شیر محمد صاحب پیدا ہوئے۔ دادا جان نے اپنے بیٹے کا نام شیر محمد اس لیے رکھا تھا کیونکہ آپکا چھوٹا بھائی چوہدری شیر محمد گھر میں نہیں رہتا تھا لہذا دادا جان نے اپنے بھائی کی کمی کو پورا کرنے کیلئے اپنے بیٹے کا نام شیر محمد رکھا لیا۔ والد صاحب کی پیدائش کے بعد میری دو پھوپھیاں پیدا ہوئیں۔ یہ تینوں بچے میرے دادا جان کے گھر میں پیدا ہو کر زندہ رہے۔ وہ فقیر جس نے میری دادی جان سے ایک پھل چھڑایا تھا۔ وہ فقیر بعد میں کبھی کسی کو نہ ملا اور نہ ہی کسی نے دیکھا۔ پتہ نہیں، وہ فرشتہ تھا یا کیا تھا؟ اُسکی کبھی کسی کو خبر نہ ملی۔

میرے دادا جان نے آگے اولاد کی خاطر ہی میرے والد صاحب کی چھوٹی عمر میں ہی شادی کر دی۔ لیکن میرے والد کے گھر میں بھی بچے پیدا ہو کر فوت ہو جاتے تھے۔ ہماری بڑی والدہ کے ہاں تین لڑکے پیدا ہو کر فوت ہو گئے اور صرف ایک بیٹی امۃ الرحیم زندہ رہی تھی۔ ہماری یہ بہن بھی جوانی میں ایک بیٹا چھوڑ کر زچگی کی حالت میں فوت ہو گئی۔ میرے دادا جان نے اولاد کی خاطر ہمارے والد صاحب کی ۱۹۳۵ء یا ۱۹۳۶ء میں دوسری شادی کر دی۔ میری والدہ غلام فاطمہ صاحبہ کی شادی کے وقت عمر بہت چھوٹی تھی یعنی چودہ پندرہ سال تھی۔ لیکن ہمارے والد صاحب کی عمر اُس وقت تیس سال سے زیادہ تھی۔ میری ماں کے بطن سے آٹھ بچے پیدا ہوئے۔ ہمارا ایک بھائی اور دو بہنیں فوت ہو گئے۔ ہم تین بھائی اور دو بہنیں آج بھی الحمد للہ زندہ ہیں۔ خاکسار سب سے چھوٹا ہے۔ مجھ سے دو بڑی بہنیں ہیں۔ اور پھر دونوں بہنوں سے بڑے دو بھائی ہیں۔ میری ماں نے غالباً مجھے بتایا تھا کہ جب میرے ہاں بچے پیدا ہو گئے۔ تو اُس وقت آپکی دادی جان زندہ تھی۔ جب اُسکا پوتا یا پوتی خر بوزہ کھاتے کھاتے خر بوزہ کا کوئی ٹکڑا اپنی دادی کے منہ میں ڈالتے تھے تو وہ خر بوزہ کا ٹکڑا منہ سے نکال کر پھینک دیتی تھی۔ وہ کبھی خر بوزہ نہیں کھایا کرتی تھی۔ وہ کہا کرتی تھی کہ یہ خر بوزہ میرے لیے دنیا میں نہیں ہے۔ میں اسے نہیں کھا سکتی۔

قارئین کرام۔ پیشگوئی مصلح موعود کے معاملہ میں خاکسار حیات مسیح ابن مریم کے عقیدے کی طرح جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو کلی طور پر دلائل کیساتھ جھٹلا چکا ہے۔ لیکن جس طرح حضرت امام مہدی و مسیح موعود کے ۱۸۹۰ء کے آخر میں از روئے قرآن کریم حیات مسیح ابن مریم کے عقیدہ کو باطل ثابت کرنے کے باوجود آج تک مسلمانوں کی اکثریت نے حیات مسیح ابن مریم کے عقیدے کو نہیں چھوڑا ہے۔ بعینہ جماعت احمدیہ قادیان ثم محمود بھی جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو

چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ لیکن مجھے اُمید ہے آپ سب لوگ بہت جلد جناب خلیفہ ثانی صاحب کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو چھوڑ دو گے۔ اگرچہ خاکسار کو تو اس کا حق الیقین ہے کہ میں اپنے دعویٰ موعود کی غلام مسیح الزماں میں قطعی طور پر سچا ہوں لیکن آپ لوگوں کیلئے میں یہاں فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مطابق محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمد کی دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو ہی اپنی رحمت کا نشان یعنی موعود کی غلام بنایا ہے۔ تو پھر میرے دادا جان کا گھر جہاں یا تو بچے پیدا ہو کر فوت ہو جاتے تھے اور یا پھر مردہ ہی پیدا ہوتے تھے۔ اور چک لوہٹ کے باسی میرے دادا جان کے گھر کے متعلق ہی کہا کرتے تھے کہ اس گھر میں تو روز مردے ہی پیدا ہوتے ہیں تو پھر کیا میرے دادا جان کا گھر ہی ایک اُجڑا ہوا اور ایک ڈراؤنا گھر ثابت نہیں ہوتا؟؟

اور پھر انتہائی عمر رسیدہ حالت میں میری دادی جان کو زمین پر کسی بزرگ کا ملنا اور پھر بزرگ کا دعا کرنا اور میری دادی جان کو ایک پھل کھانے سے منع کر دینا کیا یہ سب کچھ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ یقیناً محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمد کی دعا کی برکت کی بدولت میرے آباؤ اجداد کو نہ صرف پہلے اولاد کی نعمت نصیب ہوئی تھی۔ اور پھر آپ کی دعا کی قبولیت کے نتیجے میں ہی اسی اُجڑے ہوئے اور ڈراؤنے گھر کے ایک چشم و چراغ (عبدالغفار جنبہ) کو اللہ تعالیٰ نے نشان رحمت بناتے ہوئے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنا دیا؟؟ واضح رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے ملہم کو جس اُجڑے ہوئے اور ڈراؤنے گھر کی خبر دی تھی۔ وہ اُجڑا ہوا اور ڈراؤنا گھر محمدی بیگم کے والدین کا گھر نہیں تھا بلکہ وہ میرے دادا جان چوہدری مہتاب احمد کا ہی گھر تھا کیونکہ گاؤں کے لوگ بھی آپکے گھر کو ہی ایک اُجڑا ہوا اور ایک ڈراؤنا گھر (یعنی جس گھر میں مردے پیدا ہوتے تھے) کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی و مسیح موعود کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے یہ جو فرمایا تھا کہ۔۔۔

”خدا تیری برکتیں ارد گرد پھیلانے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔“

قارئین کرام اس اُجڑے ہوئے اور اس ڈراؤنے گھر کی یہی وہ حقیقت تھی جس کی اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ۱۹۸۹ء میں کیل میں خبر دی تھی۔ اگر پیشگوئی محمدی بیگم کی یہی حقیقت ہے تو پھر کیا پیشگوئی محمدی بیگم کے حوالہ سے احمدی حضرات کا یہ فرمانا کہ یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہو گئی تھی اور غیر احمدی حضرات کا حضرت مرزا غلام احمد کی دیگر سینکڑوں پیشگوئیوں (جو روز روشن کی طرح پوری ہو گئیں تھیں) کو نظر انداز کر کے صرف پیشگوئی محمدی بیگم پر ہی اُڑے رہنا اور اس کو ہی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا معیار مقرر کر لینا کیا یہ عبث اور لایعنی بحث نہیں ہے؟؟ ہدایت کیلئے ہر قسم کے تعصبات سے پاک ہونا ضروری ہے اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو تعصبات سے پاک نہیں کر سکتے، ایسے لوگوں کو پھر اللہ تعالیٰ بھی ہدایت نہیں دیا کرتا۔ ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا اب بھی اگر نہ سمجھے تو سمجھائے گا خدا

ایک فرسودہ اعتراض:- تکبیرٹی وی چینل کے مذکورہ پروگرام کے حوالہ سے کوئی صاحب یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کی کوئی پیشگوئی غلط نہیں ہوا کرتی اور چونکہ پیشگوئی محمدی بیگم پوری نہیں ہوئی تھی لہذا حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت (نعوذ باللہ)

غلط تھا؟؟؟

[2] پیشگوئیوں کے سلسلہ میں مرسلوں کی اجتہادی غلطی یا سہو کی حقیقت :-

(اولاً) قارئین کرام کو واضح رہے کہ یہ ایک اصولی بات ہے اور اُمت محمدیہ کے ربانی علماء کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ بعض اوقات نبی کا الہام یا خواب (جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہو) تو سچا ہوتا ہے لیکن اپنے الہام یا خواب کی تعبیر یا تفسیر میں بعض اوقات نبی سے اجتہادی سہو یا غلطی ہو سکتی ہے اور پیشگوئی کے سلسلہ میں اس قسم کی اجتہادی غلطی یا سہو سے نبی کے مقام و مرتبہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحبؒ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مبارک خواب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔۔۔۔۔ ”قال ابو موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رئیت فی المنام انی اھاجر من مکة الی ارض بھا نخل فذهب وھلی الی انھا الیمامة او ھجر فاذا ھی المدینة یشرب (بخاری جلد ثانی باب ہجرت النبی صلعم واصحابہ الی المدینة) یعنی ابو موسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں۔ پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یشرب۔ اب دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنکی روایا وحی ہے اور جن کا اجتہاد سب اجتہادوں سے اسلم اور اقویٰ اور اصح ہے اپنی روایا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی۔ مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی۔“ (روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحات ۱۶۸-۱۶۹)

(ثانیاً) سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ آيَتَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةَ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ۔“ (الحج۔ ۵۳، ۵۴) اور ہم نے تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا نہ نبی مگر جب بھی اس نے کوئی خواہش کی، شیطان نے اُسکی خواہش کے رستہ میں مشکلات ڈال دیں۔ پھر اللہ اُس کو جو شیطان ڈالتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو اُسکے اپنے نشان ہوتے ہیں اُن کو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا، حکمت والا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شیطان ڈالتا ہے وہ ان لوگوں کیلئے ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہیں جنکے دلوں میں بیماری ہوتی ہے اور جن کے دل سخت ہوتے ہیں اور ظالم لوگ شدید مخالفت کرنے پر تلے رہتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؒ سورۃ الحج کی مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں نبی کی اجتہادی غلطی یا سہو کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:-

”آپ کا مکرر خط پڑھ کر ایک بات کچھ زیادہ تفصیل کی محتاج معلوم ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ استخارہ کیلئے ایسی دعا کی جائے کہ ہر ایک شخص کا استخارہ شیطان کے دخل سے محفوظ ہو۔ عزیز من یہ بات خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے برخلاف ہے کہ وہ شیاطین کو اُنکے مواضع مناسبہ سے معطل کر دیوے۔ اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے ”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ آيَتَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔ الحج۔ ۵۳۔ یعنی ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ اُسکی یہ حالت نہ ہو کہ جب وہ کوئی تمنا کرے یعنی اپنے نفس سے کوئی بات چاہیے تو شیطان اس کی خواہش میں کچھ نہ ملا دے۔ یعنی جب کوئی رسول یا کوئی نبی اپنے نفس کے جوش سے کسی بات کو چاہتا ہے تو شیطان اس میں بھی دخل دیتا ہے۔ تب وحی متلو جو شوکت اور ہیبت اور

روشنی تام رکھتی ہے۔ اس دخل کو اٹھا دیتی ہے اور منشاءِ الہی کو مصفا کر کے دکھلا دیتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں اور جو کچھ خواطر اُسکے نفس میں پیدا ہوتی ہے۔ درحقیقت وہ تمام وحی ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن کریم اس پر شاہد ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ (نجم۔ ۵، ۴) لیکن قرآن کی وحی دوسری وحی سے جو صرف معانی منجانب اللہ ہوتی ہیں تمیز کلی رکھتی ہے اور نبی کے اپنے تمام اقوال وحی غیر متلو میں داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ رُوح القدس کی برکت اور چمک ہمیشہ نبی کے شامل حال رہتی ہے اور ہر ایک بات اُسکی برکت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور وہ برکت رُوح القدس سے اس کلام میں رکھی جاتی ہے۔ لہذا ہر ایک بات نبی کی جو نبی کی توجہ تام سے اور اُسکے خیال کی پوری مصروفیت سے اُسکے منہ سے نکلتی ہے وہ بلاشبہ وحی ہوتی ہے۔ تمام احادیث اس درجہ کی وحی میں داخل ہیں جن کو غیر متلو وحی کہتے ہیں۔ اب جلشانہ آیت موصوفہ مدوحہ میں فرماتا ہے کہ اس ادنیٰ درجہ کی وحی میں جو حدیث کہلاتی ہے بعض صورتوں میں شیطان کا دخل بھی ہو جاتا ہے اور وہ اس وقت کہ جب نبی کا نفس ایک بات کیلئے تمنا کرتا ہے تو اُس کا اجتہاد غلطی کر جاتا ہے اور نبی کی اجتہادی غلطی بھی درحقیقت وحی کی غلطی ہے کیونکہ نبی تو کسی حالت میں وحی سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نفس سے کھویا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے۔ پس چونکہ ہر ایک بات جو اُسکے منہ سے نکلتی ہے وحی ہے اس لیے جب اُسکے اجتہاد میں غلطی ہوگئی تو وحی کی غلطی کہلائے گی نہ اجتہاد کی غلطی۔ اب خدائے تعالیٰ اسی کا جواب قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کبھی نبی کی اس قسم کی وحی جس کو دوسرے لفظوں میں اجتہاد بھی کہتے ہیں۔ مس شیطان سے مخلوط ہو جاتی ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب نبی کوئی تمنا کرتا ہے کہ یوں ہو جائے۔ تب ایسا ہی خیال اُسکے دل میں گزرتا ہے جس پر نبی مستقل رائے قائم کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے تب فی الفور وحی اکبر جو کلامِ الہی اور وحی متلو اور مہیمن ہے نبی کو اس غلطی پر متنبہ کر دیتی ہے اور وحی متلو شیطان کے دخل سے بکلی منزہ ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک سخت ہیبت اور شوکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے اور قول ثقیل اور شدید النزول بھی ہے اور اس کی تیز شعائیں شیطان کو جلاتی ہیں۔ اس لیے شیطان اُسکے نام سے دور بھاگتا ہے۔ اور نزدیک نہیں آ سکتا۔ اور نیز ملائک کی کامل محافظت اُسکے ارد گرد ہوتی ہے۔ لیکن وحی غیر متلو جس میں نبی کا اجتہاد بھی داخل ہے یہ قوت نہیں رکھتی۔ اس لیے تمنا کے وقت جو کبھی شاذ و نادر اجتہاد کے سلسلے میں پیدا ہو جاتی ہے۔ شیطان نبی یا رسول کے اجتہاد میں دخل دیتا ہے۔ پھر وحی متلو اس دخل کو اٹھا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے بعض اجتہادات میں غلطی بھی ہوگئی ہے۔ جو بعد میں رفع کی گئی۔“ (روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۵۲-۳۵۳)

قارئین کرام:- حضرت مرزا صاحبؒ کے بقول ”جب کبھی شاذ کے طور پر تمنا کے وقت کوئی خیال نبی کے دل میں گزرتا ہے اور وہ اُس پر مستقل رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر بعد ازاں وحی اکبر جو کلامِ الہی اور وحی متلو اور مہیمن ہے نبی کو اس غلطی پر متنبہ کر دیتی ہے۔“

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے مذکورہ بالا اقتباس میں فرمایا ہے تو پھر پیشگوئی محمدی بیگم کے حوالہ سے حضرت مرزا صاحبؒ کے غلط اجتہاد یا سہو کے سلسلہ میں وحی اکبر (جو وحی متلو اور مہیمن ہے) نے حضرت مرزا صاحبؒ کو ۱۹۰۰ء سے پہلے خبر کیوں نہ دی اور حضرت مرزا صاحبؒ کی اجتہادی غلطی یا سہو کو درمیان میں سے کیوں نہ اٹھایا؟؟؟

(اولاً) خاکسار مذکورہ بالا اعتراض کے سلسلہ میں گزارش کرتا ہے کہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کے سلسلہ میں ملہم سے کوئی اجتہادی غلطی یا سہو ہونے میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہوتی ہے۔ مقصد یہ کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ ملہم کی قوم اور جماعت کی آزمائش کرنے کیلئے ملہم کے فہم کو اپنے قبضہ میں لے کر اُس سے کوئی اجتہادی غلطی یا سہو کروا دیتا ہے [روحانی خزائن جلد ۵ صفحات ۱۱۳-۱۱۶/ غلام مسیح الزماں صفحہ ۲۰۷] لیکن بعد ازاں اللہ تعالیٰ پیشگوئی کے سلسلہ میں ملہم کی اس قسم کی اجتہادی غلطی یا سہو کو درمیان سے اٹھا کر ملہم کی حالت کو ایسا بنا دیتا ہے جیسے کہ اُس سے کوئی اجتہادی غلطی یا سہو صادر ہوا ہی نہیں تھا۔ خاکسار اپنے نقطہ نظر کے اثبات کیلئے یہاں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی مثال پیش کرتا ہے۔

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے ملہم کو دو (۲) وجودوں یعنی ایک لڑکا اور ایک زکی غلام کی بشارتوں سے نوازا تھا۔ ملہم نے ان دونوں وجودوں کو ایک وجود سمجھتے ہوئے زکی غلام کے آگے بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا یا اللہ تعالیٰ نے ملہم کی جماعت اور آپکی اولاد کی آزمائش کرنے کی خاطر ملہم کے فہم کو اپنے قبضہ میں لے کر لڑکا لکھنے کی آپ سے یہ اجتہادی غلطی صادر کروادی۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ملہم پر الہاماً ظاہر فرما دیا کہ یہ موعود لڑکا اور موعود زکی غلام دو (۲) الگ الگ وجود ہیں [مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفہ المسیح اولؑ و تذکرہ صفحہ ۱۰۹] لیکن ملہم اپنے لڑکے (بشیر اول) کی وفات کے بعد بھی یہ سمجھتے رہے کہ زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہے اور وہ آپکے گھر میں پیدا ہوگا۔ جبکہ امر واقع یہ تھا کہ زکی غلام آپکا جسمانی لڑکا ہونے کی بجائے آپکا کوئی روحانی فرزند تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے اس روحانی فرزند کو آپکے گھر میں بطور جسمانی لڑکا پیدا نہ کیا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے بعد جب ملہم کے گھر میں لڑکا پیدا ہوتا تو آپ اپنے مزعومہ خیال کے مطابق اُس جسمانی لڑکے کو موعود زکی غلام (مصلح موعود) خیال کرتے ہوئے اُس کا نام بطور تقاؤل رکھ دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ملہم کو یہ سمجھانے کیلئے کہ موعود زکی غلام تیرا کوئی جسمانی لڑکا نہیں ہے آپکی زینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی آپ پر زکی غلام کی الہامی بشارتوں کے نزول کا سلسلہ جاری رکھا۔ ملہم کے گھر میں زینہ اولاد کا سلسلہ آپکے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے بعد ختم ہو گیا لیکن ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے بعد ملہم پر کل گیارہ الہامی بشارتیں نازل ہوئیں اور اسی طرح زینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی ملہم پر غلام کی آٹھ (۸) الہامی بشارتیں نازل ہوئی تھیں۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان الہامی بشارتوں کے ذریعے ملہم کے زکی غلام (مصلح موعود) کو اپنا جسمانی لڑکا سمجھنے کی اجتہادی غلطی یا سہو کو درمیان میں سے کلیتاً اٹھا کر ملہم کو اس طرح پاک و صاف کر دیا جس طرح کہ آپ سے زکی غلام کے سلسلہ میں کوئی اجتہادی غلطی یا اجتہادی سہو ہوا ہی نہیں تھا۔

لیکن حضرت مرزا صاحبؑ کے وہ پیروکار اور بطور خاص آپکی اولاد جن کے دلوں میں مرض تھا اور بعد ازاں جن کے دل سخت ہو جانے تھے انہوں نے زکی غلام کے سلسلہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کی الہامی بشارتوں کو یکسر نظر انداز کر کے زکی غلام کے حوالہ سے ملہم کے اجتہادی خیال یا قیاس پر سخت پنچہ مارا اور ملہم کا بڑا بیٹا جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اچھی طرح یہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ ملہم کے زندہ جسمانی لڑکوں میں سے کوئی بھی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نہیں ہے [ملاحظہ فرمائیے نیوز نمبر ۸۱] وہ ایک نفسانی خواب کی بناء پر ۱۹۴۴ء میں جھوٹا

دعویٰ مصلح موعود کر کے بیٹھ گیا۔ مزید برآں انہوں نے حضرت مرزا صاحبؒ کی جماعت میں اخراج اور مقاطعہ کی سزاؤں کے ذریعے جبراً قادیانی جماعت احمدیہ کی اکثریت کو اپنے جھوٹے دعوے کا قائل بھی کر لیا۔ پندرہویں صدی ہجری کے عین سر پر اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بطور موعود کی غلام مسیح الزماں مجدد صدی پانزدہم مبعوث فرما کر پیشگوئی مصلح موعود کی یہ حقیقت اس عاجز پر کھولی ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اب میرے کھول کھول کر بتائے جانے کے باوجود جو لوگ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کے جھوٹے دعوے مصلح موعود کو ترک نہیں کریں گے تو پھر میدان محشر میں اللہ تعالیٰ اُن سے وہی سلوک کرے گا جو کہ مجرموں سے کیا جاتا ہے۔

قارئین کرام:- بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض لوگ کسی مامور کی مخالفت میں اتنا آگے بڑھ جاتے ہیں کہ پھر گمراہی اُن پر واجب ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے فرعونی اور ابوجہلی صفات کے حامل لوگوں کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی پیشگوئی کے سلسلہ میں اپنے مامور کی کسی اجتہادی غلطی کو درمیان سے اٹھایا بھی نہیں کرتا۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں اس طرح ذکر فرمایا ہوا ہے:- **وَحَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (البقرہ- ۸)** اللہ نے اُنکے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور اُنکی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور اُن کیلئے ایک بڑا عذاب ہے۔

اور پھر ایسے گمراہوں کو (جن کے دلوں اور کانوں پر مہر لگ چکی ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے کسی مرسل سے کسی پیشگوئی کے سلسلہ میں اگر الہی رضا کے مطابق کوئی اجتہادی غلطی صادر ہو جائے تو پھر اس قسم کے گمراہ اور بد بخت لوگوں کو اپنے مامور کی جماعت سے الگ رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ مرسل کی ایسی اجتہادی غلطی کو درمیان سے اٹھایا نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ کی اس فعل سے غرض یہ ہوتی ہے کہ خبیث کو طیب کے ساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پردے ڈال دے جو ناپاک طبع لوگوں کو پاکوں کیساتھ شامل ہونے سے روک دیں۔ خاکسار اپنے نقطہ نظر کے اثبات کیلئے یہاں حضرت مرزا صاحبؒ کی کتاب انوار الاسلام کا یہ اقتباس پیش کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:- ”یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیوں اور نشانوں کو اس طور سے ظہور میں لاتا ہے کہ وہ ایک خاص طائفہ کیلئے مفید ہوں جو اُسکے کاموں میں تدبیر کرنیوالے اور سوچنے والے اور اسکی حکمتوں اور مصالح کی تہ تک پہنچنے والے اور عقل مند اور پاکیزہ طبع اور لطیف الفہم اور زیرک اور متقی اور اپنی فطرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہوں اور اس طائفہ کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی خیالات والے اور حق شناسی سے عاجز اور سوء ظن کی طرف جھکنے والے اور فطرتی شکاوت کا اپنے پردا رکھتے ہیں۔ وہ نافرمانوں کے دلوں پر جس ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پردہ رکھ دیتا ہے تب انکو نور ایک تاریکی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آرزوؤں کی پیروی کرتے ہیں اور انکو چاہتے ہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کی اس فعل سے غرض یہ ہوتی ہے کہ خبیث کو طیب کے ساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پردے ڈال دے جو ناپاک طبع کو پاکوں کیساتھ شامل ہونے سے روک دیں اور پاک طبع لوگوں کا ایمان زیادہ کریں اور علم زیادہ کریں اور معرفت زیادہ کریں۔ اور صدق و ثبات میں ترقی دیں اور ان کی زیرکی اور حقائق شناسی دنیا پر ظاہر کریں اور ان کو اس کسر شان اور بے عزتی سے محفوظ رکھیں جو اس حالت میں متصور ہے۔ کہ جب ایک کج طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور

نادان اُنکی جماعت میں شامل ہو جائے اور اُنکے ہم پہلو جگہ لے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو اُسکی جماعت کے آب زلال کیساتھ کوئی پلید مادہ نہ مل جائے۔ اس لیے وہ ایسی خصوصیت کیساتھ اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے غبی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہیں لے سکتے۔ اور صرف اس رفیع الشان نشان کو رفیع الشان لوگ دریافت کرتے ہیں۔ اور اپنے ایمان کو اس سے زیادہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ قادر تھا کہ کوئی ایسا نشان دکھاتا کہ تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صدمہ نفسانی زنجیروں میں مبتلا ہیں بدیہی طور پر اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق اُسکو مشاہدہ کر لیتے مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا اور اگر کبھی ایسا ہوتا اور ہر ایک کج فطرت اپنی خواہشوں کے مطابق نشان دیکھ کر تسلی پالیتے تو گو خدا تعالیٰ تو ایسا نشان دکھلانے پر قادر تھا اور اس بات پر قدرت رکھتا تھا کہ تمام گردنیں اس نشان کی طرف جھک جائیں اور ہر ایک نوع فطرت اس کو دیکھ کر سجدہ کرے مگر اس دنیا میں جو ایمان بالغیب پر اپنی بنا رکھتی ہے اور تمام مدار نجات پانے کا ایمان بالغیب پر ہے وہ نشان حامی ایمان نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھول کر ایمانی انتظام کو بکلی برباد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکھتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر ثواب پانے کا مستحق رہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا۔“ (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۰-۲۱)

(ثانیاً) آنحضرت ﷺ بخاری کی ایک حدیث میں فرماتے ہیں:۔۔۔ ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُؤْتِيَنَّكُمْ شَيْئًا أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخَنزِيرَ وَيَضْعُ الْحَرْبَ وَيُفِيضَ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَةَ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَقْرَأُ إِنَّ شِئْنَكُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْتِيَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا۔ النساء۔ ۱۵۹“ (بخاری کتاب الانبياء باب نزول عيسى بن مريم) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مريم نازل ہوں گے، عادل حاکم ہوں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ لڑائی کو ختم کریں گے یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا۔ اسی طرح وہ مال بھی لٹائیں گے لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ ایسے وقت میں ایک سجدہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا یعنی مادیت کے فروغ کا زمانہ ہوگا۔ یہ روایت بیان کرتے ہوئے ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اگر تم چاہو تو یہ آیت وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْتِيَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا پڑھ کر اس سے سمجھ سکتے ہو کہ اہل کتاب میں سے کوئی نہیں مگر وہ اپنی موت سے پہلے اس مسیح پر ایمان لائے گا۔ اور وہ قیامت کے دن اُن پر گواہ ہوگا۔

اسی طرح بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد ایک دجال کے خروج کی خبر بھی دی ہوئی ہے اور یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ مسیح ابن مريم دوزر درنگ کے کپڑوں میں دمشق کے مشرقی جانب سفید منارہ پر اتریں گے۔ دجال، مسیح ابن مريم کی دُعا اور دلائل و براہین سے ہلاک ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے نہ صرف دجال کا ذکر فرمایا بلکہ اُسکی اور اُسکے گدھے کی مخصوص علامات بھی بیان فرمائیں ہیں تاکہ لوگوں کو دجال اور اُسکے گدھے کی پہچان میں کوئی اشکال نہ رہے۔ ان علامات کو [۱] بخاری کتاب الانبياء باب واذکر فی الکتاب

مریم (۲) مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال (۳) کنز العمال، کتاب القیامہ من قسم الافعال باب الدجال حدیث ۳۹۷۰۹ (۴) کنز العمال، کتاب القیامہ باب خروج النار (۵) فتح الباری شرح بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال (۶) مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب العلامات و ذکر الدجال (۷) بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۱۹۲ امام باقر مجلسی مطبوعہ لبنان] میں سے پڑھا جاسکتا ہے۔

مثلاً (۱) دَجَال کیساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کا دریا ہوگا (۲) دَجَال کیساتھ پانی اور آگ ہوگی (۳) دَجَال ایک سفید گدھے پر نکلے گا، اُسکے دونوں کانوں کا درمیانی فاصلہ ستر کلاوے ہوگا (۴) دجال کا گدھا آگ کھائے گا (۵) گدھے کے پیٹ میں روشنیاں ہونگی اور لوگ وہاں بیٹھیں گے (۶) گدھے کی چھلانگ اتنی طویل ہوگی کہ اُس کا ایک پاؤں مشرق میں تو دوسرا مغرب میں ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ہمارے نبی پاک ﷺ نے اُمت محمدیہ میں نازل ہونے والے جس مسیح عیسیٰ ابن مریم کی پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے۔ اُمت محمدیہ میں بالعموم اس موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم کے نزول سے مراد حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری کا اصالاً نزول مراد لیا جاتا ہے۔ اگر نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں اُمت کے اس فہم کو درست تسلیم کر لیا جائے تو کیا ہماری عقل اسے تسلیم کرے گی کہ سیدنا حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ﷺ نزول فرما کر دنیا میں عیسائیوں کے گھر اور چرچوں میں جا کر اور عیسائیوں کی گردنوں سے صلیبیں اُتار اُتار کر انہیں توڑتے پھریں گے؟؟؟ اسی طرح کیا ہماری عقل اسے تسلیم کرے گی کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ﷺ نزول فرما کر جنگلوں میں جا کر دنیا کے تمام سوروں کا شکار کرتے پھریں گے؟؟؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

اسی طرح ہمارے نبی پاک ﷺ نے جس دَجَال کے خروج اور اُسکے گدھے کی نشانیاں بیان فرمائی ہوئی ہیں۔ اُمت محمدیہ کے علماء دَجَال سے کوئی قوی الجبۃ اور قوی ہیكل انسان مراد لیتے ہیں۔ دَجَال کے گدھے سے بھی وہ کوئی بہت بڑا اور قوی الجبۃ گدھا مراد لیتے ہیں۔ میری قارئین کرام سے گزارش ہے کہ جس قسم کے دَجَال کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے اور اُسکے مفوضہ کاموں کی روشنی میں کیا ہم اس دَجَال کی پیشگوئی کو گوشت پوست سے بنے ہوئے کسی انسان پر چسپاں کر سکتے ہیں؟؟؟ اور اسی طرح دَجَال کے جس قسم کے گدھے کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ کیا دَجَال کے اس قسم کے گدھے کو ہم گدھا نامی جانور پر چسپاں کر سکتے ہیں؟؟؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

امرواق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم سے مراد اُمت محمدیہ میں کسی اُمتی فرد کا نزول ہی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ مسیح عیسیٰ ابن مریم جو کلام الہی کے مطابق بن باپ پیدا ہوئے تھے اور جن پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ وہ تو دو ہزار سال پہلے دنیا میں اپنی نبوت اور رسالت کا مشن مکمل کرنے کے بعد فوت ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ قرآن کریم کی تیس (۳۰) آیات اُس کو وفات یافتہ ثابت کرتی ہیں۔ محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمد اسی ضمن میں فرماتے ہیں:-

ابن مریم مرگیا حق کی قسم - داخل جنت ہوا وہ محترم

مارتا ہے اُسکو فرقاں سر بسر۔ اُس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر

وہ نہیں باہر ہا موات سے - ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

اسی طرح قارئین کرام دجال سے کسی ماڈی انسان کی بجائے عیسائی قوم میں مراد ہیں اور دجال کے گدھے سے بھی ان ترقی یافتہ قوموں کی ترقی یافتہ سواریاں مراد ہیں۔ آئندہ دنیا میں خروج کرنے والے دجال اور اُسکے گدھے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کشفی نظارے دکھائے ہونگے۔ اور جس طرح کے کشف آئندہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے ہونگے۔ آپ نے ان کشف کو اسی طرح اپنی اُمت کے آگے بیان فرمادیا ہوگا۔ اب نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم سے مراد بذات خود مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری کا نزول مراد نہیں ہے بلکہ اس سے آپ کے مثیل اُمت محمدیہ کے بعض اُمتی افراد مراد ہیں جو کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم کی خُوبو کے مطابق اُمت میں نزول فرمائیں گے۔

اور اسی طرح دجال اور اُسکے گدھے کے الفاظ بھی تعبیر طلب ہیں۔ نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم اور دجال اور اُسکے گدھے سے متعلقہ پیشگوئیاں اُمت محمدیہ کی آزمائش کیلئے بیان فرمائی گئیں تھیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب موعود مثیل مسیح عیسیٰ ابن مریم نے نزول فرمانے کے بعد اُمت محمدیہ کو ان پیشگوئیوں کی حقیقت سے آگاہ فرمانا تھا تو اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کی آزمائش کرنی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم کے مطابق کون اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مسیح موعود کو قبول کرتا ہے اور کون اُسکا انکار کرتا ہے۔ واضح رہے کہ کسی متقی اور سچے اور کھرے مسلمان کو اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے کہ موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم کا نزول آسمان سے ہوتا ہے یا بطور اُمتی فرد کے اُسکا نزول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے سادات میں سے مبعوث فرماتا ہے یا کہ سادات سے باہر کسی اور قوم میں سے اُسے مبعوث فرمادیتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اُسے جہاں سے بھی نازل فرمائے گا اور جس قوم میں سے بھی اُسے کھڑا کرے گا متقی اور سچے مسلمان (جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان رکھتے ہیں) انہوں نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق نزول فرمانیوالے اُس موعود مسیح عیسیٰ ابن مریم پر ضرور ایمان لانا تھا۔ لیکن تقویٰ سے عاری اور نام نہاد مسلمانوں نے اُس کا ضرور انکار کرنا تھا بلکہ احادیث کے مطابق مولویوں نے اُسکے قتل کے منصوبے بھی بنائے تھے۔ جب ایک صدی قبل حضرت مرزا غلام احمد کے رُپ میں وہ موعود مسیح دنیا میں نازل ہوا اور اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پیشگوئیوں کی حقیقت اُمت کے آگے خوب کھول کھول کر بیان کر دی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق نزول فرمانیوالے حضرت مرزا غلام احمد پر بطور مسیح موعود ایمان لاکر اُمت میں سے کتنے لوگوں نے اپنے تقویٰ اور اپنے سچے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا تھا؟؟ قارئین کرام کو اس حقیقت کا بخوبی علم ہے اور اگر میں عرض کروں گا تو شکایت ہوگی۔

قارئین کرام کو واضح رہے کہ یہی حال پیشگوئی محمدی بیگم کا بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح دجال اور اُسکے گدھے سے متعلقہ پیشگوئیوں کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مبہم رکھا اور انکی حقیقت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کلیئہ انکشاف نہیں فرمایا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کی آزمائش کی خاطر پیشگوئی محمدی بیگم کی حقیقت بھی حضرت مرزا صاحب پر نہیں کھولی تھی۔ جس طرح نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم اور دجال اور اُسکے گدھے اور ظہور مہدی سے متعلقہ پیشگوئیوں کی حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود غلام حضرت امام مہدی مسیح موعود نے اُمت کے آگے کھولی تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی محمدی بیگم کی حقیقت بھی آئندہ پندرہویں صدی ہجری کے سرپر محمدی مریم کے موعود زکی غلام نے کھولی تھی۔ جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اس قسم کی پیشگوئیوں کے سلسلہ میں اگر کسی نبی سے کوئی اجتہادی غلطی یا سہو

صادر ہو جائے تو اس سے نبی اور مرسل کی شان اور اُسکے مقام و مرتبہ پر کچھ فرق نہیں پڑتا۔ جیسا کہ میرے آقا محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمد اس قسم کی پیشگوئیوں کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:-

(۱) ”غلطی کا احتمال صرف ایسی پیشگوئیوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ خود اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے مبہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل دینیہ سے انکا کچھ علاقہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک نہایت دقیق راز ہے جس کے یاد رکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبہ نبوت کی حاصل ہوتی ہے اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو۔ اور نہ یا جوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوی کے ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور ایسے امور میں اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو شان نبوت پر کچھ جائے حرف نہیں۔“ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۷۳-۷۴)

(۲) ”اور پیشگوئیوں کے بارہ میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں ہی پوری ہوں بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیا کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیں۔“ (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۱)

[3] **خدم نبوت کی حقیقت:-** ہمارے بعض لاعلم مسلمان بھائی سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ خاتم

النبیین کے لقب سے سرفراز فرمادیا ہے اور خاتم النبیین کا مطلب ہے کہ نبوت کا آپ پر خاتمہ ہو گیا ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب امت محمدیہ میں کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت بالکل غلط تھا؟ قارئین کرام کو واضح رہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی کسی نعمت کو اٹھالے یعنی اپنے بندوں میں اُس نعمت کا خاتمہ فرمادے تو پھر تمام دنیا کے لوگ مل کر بھی اُس نعمت کو دنیا میں جاری نہیں کر سکتے لیکن اگر اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے اپنی کسی نعمت کو انسانوں میں جاری رکھے تو پھر تمام انسان مل کر بھی اُس نعمت کا خاتمہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب کی آیت ۴۱ میں فرماتا ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَّ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے جوان مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین یعنی نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

واضح رہے کہ خاتم النبیین کی اصطلاح ذومعنی ہے۔ عام لوگوں کے نزدیک تو خاتم النبیین یا نبیوں کا خاتم سے مراد ہے کہ نبیوں کو ختم کر نیوالا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعی نبیوں کے سلسلہ کو ختم کر نیوالے تھے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کا ٹائٹل عنایت فرما کر بنی نوع انسان کیلئے اپنی نبوی نعمت کا اختتام فرمادیا ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو بطور نبی مبعوث نہیں فرمائے گا۔ قارئین کرام کو واضح رہے کہ اصطلاح خاتم النبیین کے ان عمومی معانی کی تردید فرماتے ہوئے

بانئے دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویٰ اپنے رسالہ تحذیر الناس کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں:-

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔“

آئیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ خاتم النبیین کے عمومی معانی یعنی ”نبیوں کو ختم کر نیوالا“ کے سلسلہ میں قرآن کریم کیا ارشاد فرماتا ہے؟ خاتم النبیین کے ان معانی کی کیا قرآن کریم تصدیق فرماتا ہے یا کہ تکذیب؟ واضح رہے کہ میرے علم اور تحقیق کے مطابق قرآن کریم خاتم النبیین کے عمومی معانی یعنی ”نبیوں کو ختم کر نیوالا“ کی ہرگز تائید نہیں فرماتا بلکہ ان معانی کو بڑے واضح رنگ میں جھٹلا دیتا ہے۔ اس حقیقت سے آگاہ ہونے کیلئے آئیں ہم قرآن کریم کی چند آیات کا جائزہ لیتے ہیں۔ واضح رہے کہ آیت خاتم النبیین نبوت کے اٹھارویں سال یعنی ۵ ہجری میں مدینہ میں نازل ہوئی تھی۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ الانعام یہ دونوں سورتیں آیت خاتم النبیین سے پہلے ہی دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو چکی تھیں۔ سورۃ فاتحہ تو مکی دور کی ابتدائی سورتوں میں شامل ہے۔

[۱] پہلے ہم سورۃ فاتحہ کی آیات نمبر ۶ اور ۷ کا جائزہ لیتے ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ * صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ *“ (الفاتحہ: ۶-۷) ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے۔ اُن لوگوں کے راستے کی طرف جن پر تو نے انعام کیا۔ جن پر نہ تو (تیرا) غضب نازل ہو اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیات میں ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت مانگنے اور دعا کرنے کیلئے ارشاد فرمایا ہے۔ اور اگلی آیت نمبر ۷ میں صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے کی وضاحت فرمادی کہ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا تھا۔ اور غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ نہ کہ ایسے لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب بھڑکا اور وہ جو گمراہ ہو گئے۔ آیت نمبر ۷ میں اللہ تعالیٰ نے سیدھے راستے کے سلسلہ میں اتنی وضاحت تو فرمادی کہ یہ منعم علیہ کا راستہ ہے لیکن یہاں یعنی سورۃ فاتحہ میں اسکی وضاحت نہیں ہے کہ یہ منعم علیہ کون لوگ ہیں؟ اسکی وضاحت اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۷۰ میں اس طرح فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا * ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ ط وَكَفَى بِاللَّهِ عَلِيمًا * (النساء۔ ۷۰، ۷۱) ترجمہ۔ اور جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کیساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ تعالیٰ سب امور کو بہتر جانتا ہے۔

بعض لوگ اس آیت میں یہ شبہ پیدا کر دیتے ہیں کہ لفظ ”مَعَ“ کے معنی ”ساتھ“ کے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

پیروی میں کوئی انسان صرف انبیاء کیساتھ ہو سکتا ہے لیکن ان میں شامل نہیں ہو سکتا یعنی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ شبہ بالکل غلط ہے اور دراصل کلام اللہ کی معنوی تحریف ہے۔ اسکی درج ذیل دو وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ۔ اگر کوئی شخص اس آیت میں لفظ ”مع“ کے معنی ”ساتھ“ کر کے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں صرف انبیاء کیساتھ ہو سکتا ہے لیکن نبی نہیں ہو سکتا تو پھر آیت مرقومہ بالا کے یہ معانی بھی کرنے پڑیں گے کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کوئی بھی انسان نہ صرف یہ کہ نبی نہیں ہو سکتا بلکہ وہ صدیق، شہید اور صالح بھی نہیں ہو سکتا لیکن ان سب کیساتھ ہو سکتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ نعوذ باللہ کیا اتنی بدنصیب اُمت ہے کہ اس میں کوئی انسان صالح بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ معانی یقیناً غلط ہیں اور عقل سلیم ان کو رد کرتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمت محمدیہ میں کروڑوں انسان صالح ہو گزرے ہیں۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو تو بذاتِ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق قرار دیا تھا۔ اب سوال ہے کہ جس مقدس اور مطہر وجود پر قرآن کریم نازل ہوا تھا آپکا حضرت ابو بکرؓ کو صدیق قرار دینا کیا غلط تھا؟ جواباً گزارش ہے کہ ہرگز غلط نہیں تھا۔ اور پھر جب کوئی اُمتی اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں صدیق، شہید اور صالح ہو سکتا ہے تو پھر بلاشبہ اس آیت کے مطابق وہ نبی بھی ہو سکتا ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو تعصب میں اتنے اندھے ہو گئے ہیں کہ ایک برگزیدہ اُمتی نبی کی مخالفت میں کلام اللہ کے معانی بگاڑنے سے بھی باز نہ آئے۔

دوسری وجہ۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ ”مع“ کا استعمال اپنے کلام (قرآن) میں بمعنی ”مِن“ یعنی ”میں“ بھی فرمایا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ دعا سکھائی ہے کہ وَتَوْفِقْنَا مَعَ الْآبَرَارِ (سورۃ ال عمران - ۱۹۴) یعنی اے اللہ ہمیں ابرار کیساتھ موت دے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسکے معانی یہ ہیں کہ اے اللہ ہمیں ابرار کے ساتھ شامل کر کے موت دینا۔ یہ معانی کوئی نہیں کرتا اور نہ ہی یہ معانی درست ہیں کہ اے اللہ جس دن کوئی نیک آدمی مرے اُس دن اُسکے ساتھ ہمیں بھی مار دینا۔ قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر بھی لفظ ”مع“ بمعنی ”مِن“ استعمال ہوا ہے۔ لیکن سردست ایک ہی مثال کافی ہے کیونکہ۔۔۔۔۔ **مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ**

عزیزانِ گرامی ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کی آیت نمبر ۷ میں ”صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ فرما کر آگے سورۃ النساء کی آیت ۷۰ کی طرح یہ نہیں فرمایا ہے کہ ”مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ“ بلکہ یہ وضاحت اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی مذکورہ آیت میں فرمائی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی اُس سنت کے مطابق ہے کہ وہ اپنے کلام کو معنوی تحریف سے بچانے کیلئے کسی آیت کی تفسیر کسی دوسری جگہ پر فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ اسی ضمن میں فرماتے ہیں۔

”اس طرح قرآن کریم میں اللہ جل شانہ کی یہی سنت جاری ہے کہ بعض مقامات قرآن اُسکے بعض آخریلئے بطور تفسیر ہیں تاکہ خدا تعالیٰ اپنی کتاب کو خیانت کرنے والوں کی تحریف سے بچاوے۔“ (نور الحق - روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۱۶۹)

لہذا اس طرح قطعی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کی آیت نمبر ۶ میں یہ جو ہمیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت مانگنے کیلئے

فرمایا ہے۔ اس سے مراد منعم علیہ کا راستہ ہے یعنی نبیوں، صدیقیوں، شہیدوں اور صالحین کا۔ سورۃ فاتحہ اور سورۃ النساء کی مذکورہ آیات سے یہ بات کلی طور پر ثابت ہوگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ آپ نبیوں کے خاتم اس رنگ میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر بنی نوع انسان کیلئے اپنی نبوی نعمت کا اختتام فرمادیا ہے اور یہ کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو بطور نبی مبعوث نہیں فرمائے گا؟ اگر لفظ خاتم النبیین کے ہم ایسے معانی کریں گے تو پھر لامحالہ ہمیں سورۃ فاتحہ اور النساء کی مذکورہ آیات کی نعوذ باللہ تکذیب کرنی پڑے گی جس کے متعلق ایک مومن اور مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔

[۲] اب ہم آتے ہیں سورۃ الانعام کی طرف اور اسکی آیات ۸۵ تا ۹۱ کا جائزہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”وَوَهَبْنَا لَهُ اسْحَقَ وَيَعْقُوبَ ط **كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ ط وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ** * وَرَزَقْنَاهُ يُحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَالْيَاسَ ط كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ * وَاسْمُعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ط وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعَالَمِينَ * **وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَأَخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ** * **ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ط وَلَوْ أَنشَرَكُوا لَحِطْنَا عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** * **أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هُوَ لِأَنَّهَا فَكَّرُوا وَكَذَّبْنَاهَا قَوْمًا لَيَسُوْا بِهَا بِكْفُرِينَ** * **أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَقْبَدَهُ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرًا لِلْعَالَمِينَ** *“ (سورۃ الانعام: ۸۵ تا ۹۱) ترجمہ۔ اور اُس (ابراہیمؑ) کو ہم نے اسحاق اور یعقوب عطا کئے۔ **سب کو ہم نے ہدایت دی۔** اور نوح کو ہم نے اس سے پہلے **ہدایت** دی تھی اور اس (ابراہیمؑ) کی ذریت میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو بھی۔ اور اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو جزا عطا کیا کرتے ہیں۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس (کو بھی)۔ یہ سب کے سب صالحین میں سے تھے۔ اور اسماعیل کو اور لیسع کو اور یونس کو اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت بخشی۔ اور اُنکے آباؤ اجداد میں سے اور اُنکی نسلوں میں سے اور اُن کے بھائیوں میں سے (بھی بعض کو فضیلت بخشی) اور انہیں ہم نے چن لیا اور **صراطِ مستقیم کی طرف انہیں ہدایت دی۔ یہ ہے اللہ کی ہدایت جس کے ذریعہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے راہنمائی فرماتا ہے۔** اور اگر وہ شرک کر بیٹھتے تو اُنکے وہ اعمال ضائع ہو جاتے جو وہ کرتے رہے۔ **یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی۔** پس اگر یہ لوگ اس کا انکار کر دیں تو ہم یہ ایک ایسی قوم کے سپرد کر دیں گے جو ہرگز اسکے منکر نہیں ہوں گے۔ **یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی۔ پس انکی (اُس) ہدایت کی پیروی کر (جو اللہ ہی نے عطا کی تھی)۔ تو کہہ دے کہ میں تم سے اس کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہ تو تمام جہانوں کیلئے نصیحت ہے۔**

سورۃ الانعام کی ان آیات سے بھی چند نتائج اخذ ہوتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ان آیات میں ایک دو کی بجائے سترہ (۱۷) پاک اور مقدس وجودوں کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ اپنے اپنے وقت کے برگزیدہ نبی تھے۔

(۲) ان سب کو اللہ تعالیٰ نے سیدھے راستے کی طرف ہدایت بخشی تھی۔ بالفاظ دیگر یہ سارے اپنے اپنے وقت میں **صراطِ مستقیم کی طرف**

ہدایت یافتہ بزرگ تھے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے کر ان بزرگوں میں سے بعض کو صاحب کتاب نبی بنایا تھا مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور بعض کو صاحب حکمت نبی بنایا تھا مثلاً حضرت ذکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام۔ وغیرہ

(۴) اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس سوال کا جواب بھی فراہم کر دیا ہے کہ **اللہ تعالیٰ کی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے سے کیا مراد ہوتی ہے؟** اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ وضاحت فرمادی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے چنیدہ بندوں میں سے بعض کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت بخش کر انہیں اپنے نبوی انعام سے سرفراز فرمادیتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے آیت ۹۱ میں اپنے برگزیدہ بندے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تو بھی ماضی کے ان ہدایت یافتہ وجودوں کی پیروی کر۔ اب سوال ہے کہ ہدایت کی پیروی کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون وجود ہو سکتا ہے؟ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماضی کے ان ہدایت یافتہ بزرگوں (آیات مذکورہ میں بیان فرمائے گئے سترہ (۱۷) بزرگ) کی پیروی کر کے کیا نبوت کی نعمت نہیں پائی تھی؟؟

قارئین کرام:- اب سوال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام کی مذکورہ آیات میں فرمادیا ہے کہ اُس نے پہلے زمانوں میں اپنے بعض چنیدہ بندوں کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت عنایت فرما کر انہیں نبی بنایا تھا تو اب جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں اُمت محمدیہ کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت مانگنے کی دعا سکھائی ہے تو پھر وہ ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت کیوں نہیں بخشے گا؟ دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ اُمت محمدیہ میں سے اپنے بعض چنیدہ بندوں کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت بخش کر پہلے لوگوں کی طرح انہیں نبی کیوں نہیں بنائے گا؟ اگر اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ میں کسی کو نبی نہ بنانا ہوتا یا سیدھے راستے کی طرف ہدایت نہ بخشی ہوتی تو پھر وہ ہمیں سورۃ فاتحہ میں سیدھے راستے کی طرف ہدایت کی دعا ہی نہ سکھاتا۔ لہذا خاتم النبیین کی اصطلاح کے یہ معانی ہرگز نہیں ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کو ختم کر نیوالے تھے کیونکہ یہ معانی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے ہی خلاف ہیں۔ **بعض لوگ تو یہ اعتراض بھی کر دیتے ہیں کہ اگر خاتم النبیین سے یہ مراد لیا جائے کہ نبیوں کو ختم کر نیوالا تو پھر نبیوں کو ختم کر نیوالا خود نبی کیسے ہو گیا؟ نبوی انعام کو بند کر نیوالا بذات خود ہرگز نبی نہیں ہو سکتا۔** اُمت محمدیہ میں بعض لوگ اپنی نا سچھی اور کم علمی کی وجہ سے خاتم النبیین کے معانی نبیوں کو ختم کر نیوالا کر کے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں جو کہ سراسر غلط ہے۔ اُمت محمدیہ کی اس سے بڑھ کر اور کیا بد نصیبی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ہم کو مثالیں دے دے کر ہمیں نبوی نعمت کی بشارت دے رہا ہے اور ہم اپنی لاعلمی کی وجہ سے یہ انعام اپنے اوپر بند کرتے پھر رہے ہیں۔ قرآن کریم کی مذکورہ بالا قطعی آیات کے ہوتے ہوئے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو نبوی انعام سے محروم فرمادیا ہے؟ انکو رگٹھے ہیں کے محاورہ کے مطابق اپنے طور پر اگر کوئی اس نبوی انعام کو بند کرنا چاہتا ہے تو وہ سود فحہ بند کرے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوی انعام سے اُمت محمدیہ کو محروم نہیں فرمایا بلکہ اس کا وعدہ اور بشارت فرمائی ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ خاتم النبیین کی اصطلاح **نبیوں کے سردار کے**

مفہوم میں استعمال ہوئی ہے یعنی ان معنوں میں کہ نبوت کے تمام کمالات آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات پر ختم ہو گئے۔ یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین یعنی نبیوں کا خاتم فرمایا ہے۔ لیکن آپ ﷺ کا نبیوں کا خاتم ہونا کسی رنگ میں بھی ختم نبوت کے مفہوم میں نہیں ہے۔ بلکہ اس مفہوم میں ہے کہ آپ ﷺ پر نبوت کے سارے کمالات ختم ہو گئے ہیں۔۔۔

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

قارئین کرام اس موضوع پر مزید تفصیل خاکسار کے مضمون نمبر ۱۰۱ (اُمت محمدیہ میں نبوت کی حقیقت) میں سے پڑھ سکتے ہیں۔ علاوہ اسکے مضامین نمبر ۳۹، ۶۱، ۶۳ اور ۷۰ سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

[4] ختم مجددیت کی حقیقت: محمدی مریم حضرت مرزا غلام احمدؒ سے پہلے اُمت محمدیہ میں مولوی حضرات اپنی لاعلمی کی

وجہ سے نبوی نعمت کو بند کر کے بیٹھ گئے لیکن پھر حضرت مرزا صاحبؒ نے عقلی اور نقلی دلائل کیساتھ ختم نبوت کے اس فاسد عقیدہ کا بطلان کر کے آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین کے مقام و مرتبہ کی حقیقت پر روشنی ڈالی تھی۔ حضرت مرزا صاحبؒ کی رحلت کے بعد ۱۹۱۳ء سے لے کر اب تک نام نہاد محمودی خلفاء نے جماعت احمدیہ میں کیا کیا گل کھلائے ہیں؟؟ یہ داستان بڑی طویل ہے اور اسکی کچھ تفصیل خاکسار کی کتاب **غلام مسیح الزماں** کے آخر پر **جماعت احمدیہ کیلئے لمحہ فکریہ** میں سے پڑھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح خاکسار کے رسالہ **احمدیوں کیلئے ایک لمحہ فکریہ** میں سے **غلام مسیح الزماں کی بعثت کے اغراض و مقاصد کے عنوان کے تحت بھی اسکی کچھ تفصیل پڑھی جاسکتی ہے۔ ختم نبوت کی طرح بلائے دمشق** یعنی محمودی خلفاء کے ایجاد کردہ ختم مجددیت کے عقیدے پر اب یہاں خاکسار بڑے اختصار کیساتھ روشنی ڈالے گا۔

قارئین کرام کو واضح رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ کی وفات پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے محترم والد حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ کی قائم کردہ صدر انجمن احمدیہ کو یکسر رد کر کے بڑی عیاری کیساتھ اپنی بنائی ہوئی **انجمن ارشاد اور مجلس انصار** کے ممبران کے ذریعہ خلافت پر قبضہ کر کے احمدی خلافت رشده کی صف پٹی تھی۔ اور اسکی جگہ خلافت کے نام پر جماعت احمدیہ میں اپنی خاندانی ملوکیت کا اجراء فرمادیا جو کہ ہنوز جاری و ساری ہے۔ یہ خاندانی ملوکیت وہی بلائے دمشق ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے بانئے جماعت حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء کے اس الہام میں بخشی تھی کہ۔۔۔ **”بلائے دمشق“** (تذکرہ صفحہ ۶۰۳)

قارئین کرام کو واضح رہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے دین اسلام کی حفاظت کیلئے اُمت کو یہ خوشخبری بخشی تھی کہ۔۔۔ **”إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا۔“** (ابوداؤد کتاب الملام) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ۔۔۔ **”اللہ تعالیٰ اس اُمت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو اسکے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔“**

آنحضرتؐ کے عظیم غلام امام مہدی مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ نے آنحضرت ﷺ کی اس حدیث مجددین کو سچا قرار دیا ہے اور اپنے دعویٰ کی صداقت کے حق میں بطور ثبوت سب سے پہلے اسی حدیث مجددین کو پیش کیا ہے۔ جیسا کہ آپ حقیقتہ الوحی میں فرماتے ہیں:-

”پہلا نشان۔ قال رسول الله ﷺ إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا۔ رواه ابوداؤد یعنی خدا ہر

ایک صدی کے سر پر اس اُمت کیلئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اُس کیلئے دین کو تازہ کرے گا۔ اور اب اس صدی کا چوبیسواں (۲۴) سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو۔“ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۰)

حضرت مرزا غلام احمد نے اپنی تحریر و تقریر میں حدیث مجددین کو نہ صرف سچا قرار دیا ہے بلکہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث قرآن کریم کی سورۃ الحجج کی آیت ۱۰ کی شرح ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق مجددین کی بعثت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ قارئین کرام مزید تفصیل اور حضور کے ارشادات خاکسار کی کتاب غلام مسیح الزماں اور نیوز نمبر ۲۴ میں سے پڑھ سکتے ہیں۔

[5] **مدمودی خلفاء اور حدیث مجددین:**۔۔۔ بلائے دمشق کے بانی جناب مرزا محمود احمد کا اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود سے پہلے نبوت اور مجددیت کے حوالہ سے یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں نعمتیں جاری و ساری ہیں۔ مثلاً وہ اپنی کتاب انوارِ خلافت میں نبوت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:۔۔۔

(۱) ”دنیا میں جب ضلالت اور گمراہی اور بے دینی پھیل سکتی ہے تو نبی کیوں نہیں آسکتا۔ جس جس وقت ضلالت اور گمراہی پھیلتی رہی ہے اور لوگ خدا تعالیٰ کو بھلا دیتے رہے ہیں اور فسق و فجور میں پھنس جاتے رہے ہیں۔ اسی وقت نبی آتا رہا ہے اسی طرح اب بھی جب ایسا ہوگا کہ دنیا خدا تعالیٰ کو چھوڑ دے گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلا دے گی اور گند اور پلیدیوں میں مبتلا ہو جائے گی اس وقت نبی آئے گا اور ضرور آئے گا۔“ (انوارِ خلافت۔ انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۲۴)

اسی طرح ۱۹۲۱ء میں اپنی کتاب آئینہ صداقت (انوار العلوم جلد ۶ صفحہ ۱۲۴) پر لکھتے ہیں۔

(۲) ”یہ بھی یاد رکھو کہ مرزا صاحب نبی ہیں اور بحیثیت رسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے کے آپ کی اتباع سے آپ کو نبوت کا درجہ ملا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اور کتنے لوگ یہی درجہ پائیں گے۔ ہم انہیں کیوں نبی نہ کہیں۔“

جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد جماعت احمدیہ میں تجدیدی نعمت کے حوالہ سے تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۹ پر لکھتے ہیں:۔

(۳) ”حدیثوں میں آتا ہے کہ ہر صدی کے سر پر دنیا کو ایک ہوشیار کر نیوالے کی ضرورت پیش آجاتی ہے اور اسلام میں اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہے گا۔ ان مجددوں کے متعلق بھی اس آیت (یعنی سورۃ القدر آیت نمبر ۱) میں پیشگوئی موجود ہے کیونکہ وہ بھی جزوی طور پر محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہوتے ہیں اور ایک جزوی تاریخ رات میں اُن کا ظہور ہوتا ہے۔“

(۴) ”اسی کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔“ (ابوداؤد کتاب الملاحم) یعنی اللہ تعالیٰ میری اُمت میں ہر سو سال کے بعد کوئی نہ کوئی شخص ایسا مبعوث کرے گا جو اُس صدی کی غلطیوں کو جو کہ دین کے بارے میں لوگوں کو لگ گئی ہوں گی دور کر دے گا۔ قُل بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے گویا اس حدیث کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کم ہر صدی کے سر پر دنیا میں ظاہر ہونگے اور وہ لوگ جو آپ کے بتائے ہوئے رستہ کے خلاف چلنے والے ہونگے اُن کو چیلنج کریں گے کہ میں تمہارے طریق کو کبھی اختیار نہیں کروں گا اور اُسی طریق کو اختیار کروں گا جو خدا نے مجھے بتایا ہے اور اس طرح

اسلام ہر زمانہ میں دُھلا کر پھر نیا بن جایا کرے گا۔“ (تفسیر کبیر جلد ۱، صفحہ ۳۹۱)

۱۹۴۴ء میں ایک **جھوٹے دعویٰ مصلح موعود** کے بعد جماعت احمدیہ قادیان ثم محمود میں یہ روحانی ترقی ہوئی ہے کہ خاندانی ملوکوں یعنی بلائے دمشق نے اپنی خاندانی مذہبی گدی کو دائمی بنانے کیلئے ختم نبوت کی طرح ختم مجددیت کا باطل اور فاسد عقیدہ گھڑ لیا اور وہ اُنکے تنخواہ دار مولوی دن رات اس کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں کہ ۔ **اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفل کر لو اب یہاں کوئی نہیں کوئی نہیں آئے گا**

حدیث مجددین کے سلسلہ میں خلافت کے بھیس میں دمشقی بلاؤں کے رشحات قلم و زبان

(۱) جناب خلیفہ ثانی صاحب ۱۹۴۷ء میں مجدد کے بارے میں کیے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔۔۔
”خلیفہ تو خود مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اس کا کام ہی شریعت کو نافذ کرنا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے پھر اُسکی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے؟ مجدد تو اس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔“ (الفضل ۸ شہادت۔ اپریل ۱۹۴۷ء صفحہ ۴)

(۲) **(الف)** خلیفہ ثالث صاحب اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں کہ۔ **”اب اس سلسلہ میں کسی نئے آنیوالے کی ہمیں ضرورت نہیں۔“**

(ب) خدام الاحمدیہ کو خطاب میں فرماتے ہیں۔۔۔ **”ہمیں حضرت مسیح موعودؑ نے جو دوسری بات بتائی اُسکے مطابق غور کرنا پڑے گا۔ آپ**

نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو بھی فرمایا ہے وہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہے۔ پھر آپ نے یہ فرمایا کہ محمد ﷺ کا بڑا ارفع

اور بلند مقام تھا۔ خدا تعالیٰ سے آپ علم سیکھتے تھے۔ یہ تو ہم مانتے ہیں کہ آپ قرآن کریم کی کسی آیت کی اتنی دقیق تفسیر کر جائیں کہ عام آدمی

کے دماغ کو اُسکے ماخذ کا پتہ نہ لگے اور سمجھ میں نہ آئے کہ یہ کس آیت کی تفسیر ہے۔ آپ نے فرمایا کسی کو سمجھ آئے یا نہ آئے مگر یہ نہیں ہو سکتا

کہ وہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر نہ ہو۔ اگر تجدید دین والی یہ حدیث درست ہے (اور ہے یہ درست) تو یہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی

آیت کی تفسیر ہونی چاہیے اور اگر یہ قرآن کریم کی کسی آیت کی بھی تفسیر نہیں (میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا غلط ہوگا یہ ضرور کسی آیت کی تفسیر ہے) تو

پھر اس کو ہم یہ کہیں گے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ کسی راوی نے کہیں سے غلط بات اٹھالی اور آگے بیان کر دی“ (مشعل راہ۔ ۲۵۷-۲۵۸)

احمدی بھائیو!! سوال ہے کہ اگر تجدید دین والی حدیث درست ہے اور یہ کسی قرآنی آیت کی تفسیر ہے تو ایک شخص خلیفہ ہو کر احمدیوں کے دلوں

اور دماغوں میں اس حدیث کے جھوٹے ہونے کے متعلق وساوس کیوں ڈال رہا تھا؟؟؟؟ جبکہ اس حدیث کے ضمن میں حضورؐ فرماتے ہیں۔

”جاننا چاہیے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدائے تعالیٰ اس اُمت کی اصلاح کیلئے

ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اُسکے دین کو نیا کرے گا۔“ (روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۷۸)

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ خلیفہ ثالث کی **مشعل راہ اور تین اہم خطبات** (نیوز نمبر ۶۶، ۶۷) کا مطالعہ کر کے خود فیصلہ کریں کہ ان

دمشقی بلاؤں نے آنحضرت ﷺ کی حدیث مجددین اور حضرت امام مہدیؑ کی پائیزہ تعلیمات کیساتھ کیا کیا کھلواڑ کیے ہیں؟؟

(۳) خاکسار اپنا موعود کی غلام مسیح الزماں اور موعود مجدد صدی پانزدہم ہونے کا دعویٰ خلیفہ رابع صاحب کے آگے پیش کر کے اُنکے آگے

کھڑا ہوا تھا لیکن وہ آنحضرت ﷺ کی حدیث مجددین کے سلسلہ میں احمدیوں کے آگے جھوٹ پر جھوٹ بولتے جا رہے تھے۔ کیا خدا

کے بنائے ہوئے خلیفہ کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ خدا کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرتا پھرے؟؟ مثلاً وہ اپنے ۲۷ اگست ۱۹۹۳ء کے خطبہ جمعہ میں حدیث مجددین کے سلسلہ میں جھوٹ بولتے ہوئے فرماتے ہیں:۔۔۔

”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے لوگ اگر سو سو سال کی عمریں بھی پائیں اور مرجائیں تو نامرادی کی حالت میں مرینگے اور کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھیں گے (حالانکہ موعود مجدد یعنی خاکسار اپنے دعویٰ کیساتھ اُنکے آگے کھڑا تھا۔ ناقل)۔ اُنکی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں، اُنکی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں۔ **خدا کی قسم** خلافت احمدیہ کے سوا کہیں اور مجددیت کا منہ نہ دیکھیں گی۔“

(۴) جناب مرزا مسرور احمد صاحب اپنے مورخہ ۱۰ جون ۲۰۱۱ء کے خطبہ جمعہ میں **عجیب قسم کا علمی شوشہ** چھوڑ گئے کہ جس پر نہ صرف عقل دنگ رہ گئی بلکہ پریشان بھی ہو گئی۔ وہ اس خطبہ جمعہ کے اکتالیسویں منٹ کے آخر پر ارشاد فرماتے ہیں:۔۔۔

”نہ ہی قرآن میں اور نہ ہی حدیث میں مجددین کا ذکر ملتا ہے۔“

یہ ہیں **دمشقی بلائیں** اور قادیان میں پیدا شدہ **یزیدی لوگ** جو کہتے ہیں کہ ہم دین اسلام اور حضرت مرزا صاحب کی احمدیت کے رکھوالے اور خادم ہیں۔ اب قارئین خود اس کا فیصلہ کریں کہ محمودی خلفاء نے دین اسلام اور احمدیت میں جو جو گل کھلائے ہیں۔ **کیا ایسے کرتوت محافظوں اور خادموں کے ہوا کرتے ہیں؟؟**۔ دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

[6] **محمدی بیگم کے نکاح کے بعد پیشگوئی کے حوالہ سے**

کیا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام خاموش ہو گئے تھے؟؟؟

بعض قادیانی حضرات یہ کہتے ہیں کہ محمدی بیگم کی شادی (جو کہ ۱۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد سے انجام پائی تھی) کے بعد حضرت مرزا صاحب نے پیشگوئی محمدی بیگم کے حوالہ سے خاموشی اختیار کر لی تھی؟؟ جیسا کہ ایک قادیانی دوست اپنی مورخہ ۶ دسمبر ۲۰۱۵ء کی ای میل میں لکھتے ہیں:۔

"saying that hazrat masih maood claim that his shadee will happend with muhammadi begum when she was married to mirza sultan muhammad is not correct at all, whatever he said was before and when he said he always publish in ishtiharraat."

ترجمہ:۔ ”یہ کہنا کہ ”محمدی بیگم کی مرزا سلطان محمد سے شادی ہونے کے بعد بھی حضرت مسیح موعود محمدی بیگم کیساتھ شادی ہونے کا پرچار کرتے رہے تھے“ بالکل درست نہیں ہے۔ جو کچھ بھی انہوں نے (اس حوالہ سے) فرمایا تھا محمدی بیگم کی شادی سے پہلے فرمایا تھا اور اُسے ہمیشہ شائع کیا تھا۔“

الجواب:۔۔۔ محمدی بیگم کے نکاح کے بعد اس پیشگوئی کے حوالہ سے عملاً کیا ہوتا رہا؟؟؟

قارئین کرام:۔ حقیقت اور امر واقع یہ ہے کہ حضور محمدی بیگم کی شادی کے بعد بھی ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء تک اپنی تحریر و تقریر میں محمدی بیگم سے اپنی شادی ہونے کا ذکر مسلسل فرماتے رہے تھے۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۷ء میں حقیقتہ الوحی کی تالیف کے وقت آپ نے اس حوالہ سے فرمایا

کہ۔۔۔

(۱) ”اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کیلئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ اَبْتُهَا الْمَرْءُ ؕ تُوْبِي تُوْبِي فَإِنَّ الْبَلَاءَ عَلَىٰ عَقِبِكَ۔ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔“ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۷۰)

محمدی بیگم کی شادی کے بعد حضور ستمبر ۱۸۹۶ء میں فرماتے ہیں:۔۔۔

(۲) ”(اگر مرزا سلطان محمد کسی وقت توبہ توڑ کر پیشگوئی کی تکذیب کرے) تو اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آجانا یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کیلئے الہام الہی میں یہ کلمہ موجود ہے۔ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی میری بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔“ (اعلان ۶ ستمبر ۱۸۹۶ء)

(۳) محمدی بیگم کی شادی کے حوالہ سے کسی معترض کو جواب دیتے ہوئے حضور اپنے مورخہ ۲۰ جون ۱۹۰۵ء کے خط میں فرماتے ہیں:۔۔۔

”وحی الہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے اول دوسری جگہ بیاہی جائے۔۔۔۔۔ خدا پھر اس کو تیری طرف لے آئے گا۔۔۔ پس چونکہ محمدی ہمارے اقارب میں سے بلکہ قریب خاندان میں سے تھی یعنی میری بچھا زاد ہمیشہ کی لڑکی تھی اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ماموں زاد بھائی کی لڑکی تھی یعنی احمد بیگ کی۔ پس اس صورت میں رد کے معنی اُس پر مطابق آئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تھی اور پھر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی میں بیاہی گئی اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔ سو ایسا ہی ہوگا۔۔۔۔۔

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد۔“ (مکتوبات احمد جلد اول صفحات ۴۹۲ تا ۴۹۳)

لہذا بعض قادیانی حضرات کا یہ کہنا کہ حضور محمدی بیگم کے نکاح کے بعد محمدی بیگم کی پیشگوئی کے حوالہ سے خاموش ہو گئے تھے قطعاً طور پر غلط ہے۔ مضمون کے آخر میں خاکسار خلاصہ عرض کرتا ہے کہ۔۔۔

(اولاً) اُجڑے ہوئے گھر سے محمدی بیگم کے والدین کا گھر مراد نہیں تھا بلکہ اس سے خاکسار کے دادا جان اور دادی جان کا گھر مراد تھا جس کے متعلق چک لوہٹ گاؤں کے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس گھر میں تو آئے دن مُردے پیدا ہوتے ہیں۔

(ثانیاً) زوجہ ثالثہ سے مراد محمدی بیگم نہیں تھی بلکہ یہ زوجہ ثالثہ حضور کی پاک اور نیک سیرت جماعت احمدیہ تھی جس میں سے آئندہ زمانے میں موعود نشانِ رحمت (موعود کی غلام) نے پیدا ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موعود کی غلام سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کو خاکسار کے وجود میں پورا فرما کر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود کی صداقت پر مہر تصدیق ثابت کر دی ہے۔ لہذا اسکے بعد اب پیشگوئی محمدی بیگم کے حوالہ سے احمدیوں اور غیر احمدیوں کا پیشگوئی کے متعلق یہ بحث و مباحثہ کرنا کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی تھی یا پوری نہیں ہوئی تھی ایک عبث اور لالچینی ڈیبیٹ بن جاتی ہے۔

(ثالثاً) اللہ تعالیٰ کے بنی اور رسول بشر ہوتے ہیں اور وہ عالم الغیب ہرگز نہیں ہوتے۔ انہیں اتنا ہی غیب کا علم ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ انہیں غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ الجن میں فرماتا ہے: - عَالِمِ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَن آذَنَ مِنِّي زَنُوقًا --- (الجن - ۲۷، ۲۸) وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی کو غلبہ عطا نہیں کرتا۔ بجز اُسکے جسے وہ بطور رسول پسند کر لے۔

بعض اوقات انبیاء پیشگوئیوں میں اپنی طرف سے اجتہاد بھی کرتے ہیں اور شاذ و نادر ایسا بھی ہوتا ہے کہ انکا اجتہاد خطا بھی ہو جاتا ہے لیکن اس قسم کی اجتہادی غلطی کی وجہ سے نبی کے مقام و مرتبہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بشمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس سے کسی پیشگوئی کے حوالہ سے کوئی اجتہادی غلطی یا سہو صادر نہ ہو اور سورۃ الحج کی آیات ۵۳ اور ۵۴ اس پر قطعی دلیل ہیں۔

(رابعاً) ختم نبوت اور ختم مجددیت کے عقائد میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ نبوت اور مجددیت اللہ تعالیٰ کی جاری و ساری روحانی نعمتیں ہیں اور قیامت سے پہلے ہماری اس مادی دنیا میں ان روحانی نعمتوں کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی تخلیق سے پہلے اس کرہ ارض پر پانی، ہوا اور روشنی کا بندوبست کیا تھا۔ پانی، ہوا اور روشنی تینوں مادی نعمتیں ہیں اور کیا ہم ایسا خیال کر سکتے ہیں کہ قیامت سے پہلے ان تینوں نعمتوں (پانی، ہوا اور روشنی) یا ان میں سے کسی ایک مادی نعمت کا خاتمہ بھی ہو سکتا ہے؟؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ جس دن ان تینوں نعمتوں یا ان میں سے کسی ایک کا بھی خاتمہ ہو گیا تو وہ دن بنی نوع انسان کیلئے قیامت کا دن ہوگا۔ اسی طرح نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت بھی اپنے بندوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی روحانی نعمتیں ہیں اور انکی اہمیت مادی نعمتوں سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ تو پھر ایک معقول اور متقی انسان کس طرح گمان کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مادی دنیا میں اپنی نبوی اور تجدیدی نعمتوں کا خاتمہ کر کے اپنے بندوں کو جہالتوں اور گمراہیوں میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دے گا؟؟

(خامساً) بعض قادیانی شتم محمودی حضرات کا یہ کہنا کہ محمدی بیگم کی شادی کے بعد حضرت مرزا صاحب پیشگوئی محمدی بیگم کے حوالہ سے خاموش ہو گئے تھے قطعی طور پر غلط ہے۔ محمدی بیگم کے نکاح کے بعد اگرچہ محمدی بیگم کے ہاں بچے بھی پیدا ہو گئے تھے لیکن اسکے باوجود حضرت مرزا صاحب محمدی بیگم سے اپنے نکاح کا قریباً ۱۹۰۷ء تک تحریراً اور تقریراً تذکرہ فرماتے رہے تھے۔ پیشگوئی محمدی بیگم کے حوالہ سے یہی حقائق ہیں اور مجھے اُمید ہے اس مضمون کو پڑھنے کے بعد احمدی اور غیر احمدی بھائیوں کو ان حقائق سے آگاہی ہوگی۔ والسلام

مرد حق کی دعا

عبدالغفار جنبہ۔ کیل، جرمنی

موعود کی غلام مسیح الزماں (موعود مجدد صدی پانزدہم)

مورخہ ۷ جنوری ۲۰۱۶ء

☆☆☆☆☆☆